چین اور مسلمان

چین اور عرب ممالک ایک دوسرے سے بہت دور واقع ہیں۔ لیکن اس فاصلے کے باوجود ان کے درمیان صدیوں پہلے سے تعلقات قائم ہیں۔ طلوعِ اسلام سے قبل بھی چین اور عرب ممالک کے درمیان سلسلہ مواصلات موجود تھا۔ پھر داعیِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کون نہیں جانتا کہ "تحصیل علم کے لئے اگر چین بھی جانا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔"

اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جزیرہ نما عرب کے لوگ مشرق میں چین سے پہلے ہی واقف تھے۔ اس ارتباط کا ذریعہ یا تو ایرانی تاجر تھے۔ یا وہ چینی تاجر جو عرب ملکوں میں آتے رہتے تھے — چین کے تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے۔ کہ طلوعِ اسلام کے بعد ۳۱ھ (۶۵۱ء) میں خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں پہلا عرب سفارتی وفد چین پہنچا تھا۔ "تاریخ چین کی رو سے اس کے بعد ۱۴۷ سال کے دوران عربوں نے اپنے ۳۶ سفارتی وفود چین بھیجے۔ چین کے بادشاہ سوان سونگ (۷۱۲ سے ۷۵۶ عیسوی) کے عہد میں سلطنت تانگ اور خلافت کے درمیان تین مرتبہ مسلح تصادم ہوا۔ ان میں سب سے زیادہ شدید لڑائی ۱۳۴ھ (۷۵۱ء) میں طلاس کے مقام پر ہوئی۔ اس لڑائی میں چینی فوج کو جس کی کمان کاؤسی چی کر رہا تھا۔ عربوں کے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی اور اسی مقام سے وسط ایشیا میں عربوں کے عروج اور تانگ خاندان کے زوال کی ابتدا ہوئی۔ لیکن اس کے چھ سال بعد دونوں میں دوستی ہو گئی۔ اور لوشان کی بغاوت کو کچلنے کے لئے عربوں نے اپنی فوج تانگ بادشاہ کی مدد کے لئے روانہ کی۔

چینی زبان میں اسلام کے بارے میں سب سے پہلے طوہوان نامی ایک شخص نے تحریری تذکرہ کیا۔ طلاس کی لڑائی میں وہ عربوں کے ہاتھوں قید ہوا۔ اور پھر گیارہ بارہ سال عرب میں گذار کر وہ ایک تجارتی جہاز میں واپس کینٹن پہنچا۔ اس نے اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"عرب مملکت میں اس کی ملاقات چینی پارچہ بافوں، زرگروں، سادہ کاروں اور دوسرے صناعوں اور کاریگروں سے ہوئی!"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ چینی صناعت کے طریقے پہلے سے ہی عربوں میں رواج پا چکے تھے ——

طوہوان کے بعد چیاطان نے ۸۰۱ء میں ایک جغرافیہ شائع کیا جس میں عرب ملکوں کی تفصیل سیاست، تاریخ اور اس وقت تک کے عباسی خلفا کا تذکرہ تھا۔ ان دنوں خلیفہ ہارون الرشید برسر اقتدار تھے۔ جن کا دورِ حکومت ۷۸۶ء سے ۸۰۹ء تک رہا۔ اس طرح چین میں عرب ملکوں میں معلومات کا ایک اچھا خاصا خزانہ موجود تھا۔

ساتویں اور دسویں صدی عیسوی کے درمیان بہت سے عرب ایلچی تاجر اور سپاہی تانگ خاندان کے دورِ حکومت میں چین پہنچے اور انہی کے ساتھ اسلام بھی چین پہنچا۔ لیکن اس دور کے عربوں اور اسلام کے آثار بہت کم موجود ہیں۔ کئی مساجد اور مینار ایسے ہیں جن کے بارے میں عام طور سے مشہور ہے کہ وہ ان ابتدائی ایام کی یادگاریں ہیں۔ لیکن آثارِ قدیمہ کے ماہرین کی تحقیق پر یہ آثار بعد کے زمانے کے نکلے ہیں۔ ان کا تعلق منگ خاندان کے دورِ حکومت یعنی سولہویں صدی عیسوی سے ہے۔ کینٹن کی مسجد اور اس سے ملحقہ مقبرہ جو حضرت وقاص رضؓ صحابی رسول سے منسوب ہے۔ اس کے بارے میں بھی آثارِ قدیمہ کے ماہر کوئی حتمی رائے قائم نہیں کر سکے۔ تانگ کے عہد کی تاریخ میں حضرت وقاصؓ کا کہیں تذکرہ نہیں۔ یہ روایت تیرھویں صدی عیسوی تک موجود نہیں تھی۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ کینٹن کا مینار دسویں یا تیرھویں صدی میں سونگ خاندان کے عہدِ حکومت میں تعمیر ہوا ہو ——

اسی طرح چین کے صوبہ فوکین کی ایک پہاڑی پر بھی تین مزار ہیں۔ لیکن آثارِ قدیمہ کے ماہرین اس بارے میں بھی قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ممکن ہے یہ مزارات ان عرب تاجروں کے ہوں جو سونگ خاندان کے عہد میں اس شہر میں آباد ہوئے تھے جس کا نام عربوں نے خو زیتون رکھا تھا۔ اور عرب سیاح ابن بطوطہ نے جسے اپنے سفرنامے میں "دنیا کی سب سے بڑی بندرگاہ" قرار دیا تھا ——

حال ہی میں چین کے صوبہ شانسی کے علاوہ علاقہ سیان میں تانگ بادشاہوں کے مقبرہ سے عربوں کے تین سونے کے سکے ملے ہیں۔ اس مقبرہ کی دریافت اپریل ۱۹۶۵ء کے

دوران عمل میں آئی تھی۔ فروری ۱۹۶۵ء میں اس کی باقاعدہ کھدائی کی گئی۔ اس کا طرز تعمیر اس دور کی عام تعمیرات سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

سیان، خاندان تانگ کے بادشاہوں کا دارالحکومت تھا۔ مقبرہ کا حجرہ اینٹوں کا ہے اور کمرہ چوکور ہے۔ اس مقبرہ کے نوادرات کو کئی بار لوٹا گیا اور اب سونے کے تین سکوں کے علاوہ جو کچھ ملا ہے۔ اس میں مٹی کے تین مرتبان، ایک چینی چکنی مٹی کا برتن، لوہے کی پانچ میخیں، کچھ ٹوٹے ہوئے مٹی کے برتن اور مجسمے اور انسانی ہڈیاں شامل ہیں۔

اس مقبرے سے برآمد ہونے والے سونے کے سکوں کے دونوں جانب عربی کے خطِ کوفی کی تحریریں ہیں، آیاتِ قرآنی کے علاوہ ان پر یہ بھی تحریر ہے کہ: "یہ دینار سن ــــ میں ڈھالا گیا"۔ یہ تینوں دینار مختلف سالوں کے بنے ہوئے ہیں۔ سب پر ایک طرف کلمہ طیبہ کندہ ہے۔ اور دوسری طرف مختلف آیاتِ قرآنی لکھی ہوئی ہیں ــــ بسم اللہ کے الفاظ بھی ان پر موجود ہیں۔ پہلے دینار پر لکھا ہے: "اللہ کا نام لے کر یہ دینار ۸۳ ہجری (۷۰۲ عیسوی) میں ڈھالا گیا"۔

دوسرا دینار ۱۰۰ ہجری یعنی ۷۱۸-۷۱۹ء کا ہے۔ اور تیسرا ۱۲۹ ہجری یعنی ۷۴۶-۷۴۷ء کا۔ دو کا وزن ۴ اعشاریہ ۳ گرام ہے۔ اور ایک کا ۴ اعشاریہ دو گرام۔ دو کا قطر دو سنٹی میٹر ہے اور ایک کا ایک اعشاریہ ۹ سنٹی میٹر ہے۔ ان سکوں پر جو الفاظ تحریر ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ جو وسط ایشیا کے سکوں پر اس زمانے میں لکھے جاتے تھے۔ یہ دور بنی امیہ کا تھا۔ خیال ہے یہ سکے دمشق میں ڈھالے گئے۔ جو ان دنوں خلافت کا صدر مقام تھا۔ ان کے اوزان اس زمانے کے دینار کے اوزان کے عین مطابق ہیں۔

طلوعِ اسلام کے بعد عرب حکمرانوں نے شروع میں تو اپنے الگ سکے نہیں ڈھالے بلکہ وہ شام عراق عرب اور مصر وغیرہ میں بازنطینی اور ایران کے ساسانی سکوں سے ہی کام لیتے رہے۔ لیکن پھر جلد ہی انہوں نے اپنے الگ سکے بنائے۔ مگر ڈیزائن وہی رکھا۔ ۷۷ ہجری میں (۶۹۶ء اور ۶۹۷ء) سکوں کے نظام میں دور رس اصلاحات کی گئیں اور شرع اسلامی کی رو سے سکوں پر کسی انسان یا جانور کی تصویر وغیرہ بنانا ممنوع قرار دیدیا گیا صرف آیاتِ قرآنی کندہ کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا۔

سیان کے مقبرہ سے جو سکے درآمد ہوئے ہیں۔ ان کا تعلق انہی اصلاحات کے بعد کے

دور سے ہے۔ سب سے پہلا سکہ اصلاحات کے چھ سال بعد کا ہے۔ اور آخری ۷۵ سال بعد کا یعنی بنوامیہ کے زوال سے صرف ۳ سال پہلے کا۔ اس مقبرہ سے جو چیزیں ملی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ ۸ ویں یا ۹ ویں صدی عیسوی میں بنا تھا۔ یہ وہ دور ہے۔ جب کہ خلافت بنوامیہ سے چھن کر بنوعباس کے پاس آچکی تھی۔ مقبرہ کی خصوصیات سے مترشح ہے کہ یہ مقبرہ ہوآن قومیت سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کا ہے۔ ان دنوں ستیان میں عام رواج تھا کہ مرنے والے کے ساتھ سونا چاندی اور ملکی یا غیر ملکی سکے بھی دفن کر دئے جاتے تھے۔ تانگ دور کے اکثر مقبروں سے سکے نکلتے رہے ہیں چین میں جہاں جہاں بھی عربوں کے مقبرے ہیں وسطی اور غربی ایشیا کے مسلمانوں کے مقبروں کے فنِ تعمیر کے عین مطابق ہیں ۔

ان مقبروں میں سے بعض کے لوحِ مزار پر عربی کی تحریریں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو مقبرہ دریافت ہوا ہے۔ وہ کسی ایسے عرب کا ہے جس نے چین کی ہوآن قوم کے رسم و رواج کو اپنا لیا تھا اس وقت جو تین عرب سکے ملے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ بنوامیہ کے عہد کے پہلے سکے ہیں، بلکہ ان میں سے ایک تو عہدِ اسلامی کا سب سے پہلا سکہ ہے۔ چینی ترکستان (سنکیانگ) میں اس سے قبل اسلامی دور کے جو سکے برآمد ہوئے تھے۔ وہ بہت بعد کے یعنی ۱۱ ویں صدی عیسوی کے تھے۔ اور ان میں سے بیشتر سنکیانگ ہی میں ڈھالے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلام سنکیانگ تک پھیل چکا تھا۔

انہی قدیم سکوں میں سے ایک چاندی کا سکہ بھی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں ۴۰ ویں سن ہجری میں ڈھالا گیا تھا لیکن بعد میں تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ اس پر جو تحریر ہے۔ وہ عربی نہیں بلکہ پہلوی ہے۔ فارسی زبان میں اس پر جو حروف کندہ ہیں۔ ان سے ثابت ہو گیا کہ یہ سکہ ایران کے ساسانی شہنشاہ خسرو دوم کے زمانے کا ہے جس نے ۵۹۰ء سے ۶۲۷ء تک ایران پر حکومت کی۔ دوسرے یہ کہ امیر معاویہ ۴۰ھ ہجری میں برسرِ اقتدار نہیں آئے۔ ان کا دورِ حکومت ۴۱ھ اور ۶۰ھ کے درمیان تھا ــــــ ان سکوں کی دریافت اس بات کا بین ثبوت ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ چین کے تعلقات شروع ہی سے قائم تھے۔ سونگ، یوآن اور مینگ خاندانوں کے دورِ حکومت میں یہ تجارتی، سفارتی اور ثقافتی تعلقات برابر بڑھتے رہے۔ لیکن سولہویں صدی عیسوی سے جبکہ یورپین سامراج نے مشرق پر یلغار کی یہ تعلقات دھندلے پڑ گئے۔ مگر اب جب کہ افریشیا میں آزادی کا سورج پوری آب و تاب کیساتھ چمک رہا ہے چین اور مسلمان ملکوں کے تعلقات صدیوں کے بعد پھر مضبوط بنیادوں پر مستحکم ہو رہے ہیں ــــ ☐ ☐